ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ثروت حسین کی غزل میں داستانوی اساطیر: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر طارق جاوید

شعبہ اقبالیات

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

tariq.benai@aiou.edu.pk

سیّد بابر علی زیدی

لیکچرار شعبہ اردو

یونیورسٹی آف نارووال

ABSTRACT

This paper endeavors the identity of myth in the poetry of Sarwat Hussain. To achieve this end, not only have the views of researchers and poets been consulted but the fundamentals and principles of linguistics have also been taken into account. Sarwat Hussain is a well-known modern Urdu poet. His poetry presents a blend of modern and romantic elements in a mythical context. An aesthetic spiritual charm and a kind of romantic ecstasy enhance the mythical spell of his verse. The creation of mythological atmosphere beautifies his style and thoughts in a charismatic way. The mix methodology will be used in this paper. This paper comprises on the study of mythology in his Ghazal.

خلاصہ: اس مکالے میں کوشش کی جائے گی کہ ثروت حسین کی شاعری میں موجود اسطورہ پر مکمل روشنی ڈالی جائے۔ اس سلسلے میں نہ صرف سکالرز اور شعراء کے افکار سے فائدہ اٹھایا جائے گا بلکہ لسانیات کے بنیادی اصولوں سے بھی مدد لی جائے گی۔ ثروت حسین ایک معروف شاعر ہیں۔ ان کی شاعری اسطورہ کے بیان میں بڑی جدید اور رومانی ہے۔ شدت سے لبریز رومانویت اور جمالیات ان کی شاعری میں جادو ایسا اثر رکھتی ہے۔ ان کی شاعری میں اسطورہ بندی کی یہ خوبصورت فضا ان کے تفکر اور اُسلوب کی بدولت ہے۔ اس مکالے میں تحفقیق کی مختلف اقسام کو بروئے کار لاتے ہوئے ثروت کی غزل میں اسطورہ کے مکمل اظہار کا احاطہ کیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ: اسطورہ، اساطیر، غزل، ثروت، دیومالا، شاعری، تخلیق، اسلوب

ثروت حسین کا شمار جدید اردو غزل کے نمائندہ شعرا میں ہوتا ہے۔ ثروت اپنے خاص اسلوبِ نگارش، لفظیات اور اندازِ بیان کی بدولت اپنا الگ رنگ رکھتے ہیں۔ ان کی نظمیں اور غزلیں پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ ہم اسی کائنات میں سانس لے رہے ہیں جس میں مظاہر اپنی اولین اور شفاف صورت میں موجود ہیں۔ یوں تو ثروت حسین کی شاعری اپنے اسلوبِ نگارش اور فن کے حوالے سے متنوع جہات کی حامل ہے مگر زیرِ نظر مکالے میں فقط اساطیری حوالے پیشِ نظر رہیں گے۔ ثروت کی غزل میں اسطورہ پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ اسطورہ کیا ہے؟ ادب میں یہ کن معانی و مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی متنوع صورتیں کیا ہیں؟ اسطورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "سطر" ہے۔ اردو میں اسی سیاق وسباق کی حامل دو اصطلاحات اور بھی ہیں۔ ایک "دیومالا" اور دوسری "علم الاصنام"۔ انگریزی میں اسطورہ کے لیے myth کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کسی ایک تہذیبی منطقے کی اساطیر یا مختلف تہذیبوں سے متعلق اساطیر کو mythology کہا جاتا ہے۔(۱) جب کسی شعر میں ایک مکمل واقعہ یا قصہ اپنے دیومالائی ماحول اور پس منظر کے ساتھ بیان کیا جائے تو اسے اسطورہ کہتے ہیں۔ اساطیر اسطورہ کی جمع ہے۔ اسطورہ کے متعلق مختلف آرا ملتی ہیں۔ بعض ناقدین کے نزدیک اسطورہ کی بنیاد فقط جھوٹ اور من گھڑت قصے کہانیاں ہیں اور بعض کے نزدیک ان کی اصل ہمارے سورمائوں اور بہادروں کے وہ حقیقی کارنامے ہیں جو حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض ناقدین کے بقول اسطورہ کسی علاقے کی خاص ثقافت سے جنم لیتے ہیں اور اپنے اندر قدیم تہذیبی جڑیں رکھتے ہیں۔ انھیں مخصوص علاقے کی تہذیبی و ثقافتی روایت کے بغیر سمجھنا عبث ہے۔ ایک رائے کے مطابق اسطورہ کی بنیاد الہامی تعلیمات ہیں لہذا اسطورہ کو بغیر مذہبی مطالعے کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اُردو جامع انسائکلوپیڈیا کے مطابق اساطیر میں مذہبی اور تمثیلی مقاصد بیک وقت موجود ہوتے ہیں یعنی اسطیر نگار تجسیم کے ذریعے سے فطرت کی توضیح کرتا ہے۔(۲) ڈاکٹر کیرن آرم سٹرنگ لکھتے ہیں کہ اساطیر جدید مفہوم کے مطابق مزہبیات سے متعلق نہیں ہوتی تھیں بلکہ انسانی تجربات سے متعلق ہوتی تھیں۔ لوگوں کا خیال تھا کہ دیوتا، انسان، جانور اور عالمِ فطرت آپس میں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

پیچ در پیچ گندھے ہوئے ہیں، سب ایک ہی ملکوتی مادے سے بنے ہیں اور ایک ہی قسم کے قوانین کے تابع ہیں۔ دیوتاؤں کی دنیا اور عورت و مرد کی دنیا کے مابین ابتدائی طور پر کوئی خلیج حائل نہیں تھی۔ لٰہذا دیو مالائی کہانیوں کا مقصد لوگوں کو پیچیدہ انسانی مخمصوں سے عہدہ بر آ ہونے اور دنیا میں اپنے مقام کے تعین اور اپنی صحیح پہچان میں مدد دینا ہوتا ہے۔(۳) ان آرا کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسطورہ در حقیقت مذہبی ایقان ہوں گے جنھیں تہذیب کی آبیاری نے جلا بخشی ہوگی۔ وقت گزنے کے ساتھ ساتھ توہمات و واہمات بھی اسطورہ کا حصہ بنتے گئے ۔ آج کسی علاقے کی اسطورہ کا مطالعہ کریں تو اس میں تمثیل ،مافوق الفطرت واقعات، تہذیب و ثقافت، مذہبی قصے، جھوٹے واقعات، دیوتاؤں اور پریوں کے قصے، ابطال کی کہانیاں، جادو، منتر ،ٹونے اور نجانے کیا کیا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اُردو زبان و ادب کا مطالعہ کریں تو ہماری داستانیں اساطیری حوالوں سے بھری پڑی ہیں۔ داستانوں میں دیوی، دیوتاؤں، سورماؤں، شہزادے شہزادیوں کے قصے، غیر معمولی اور مافوق الفطرت کردار، جادوئی مناظر و عوامل جابجا بکھرے پڑے ہیں۔(۴) نثر کے علاوہ اُردو شاعری میں بھی اسطورہ بندی کی مضبوط روایت موجود ہے۔ رومانوی تحریک کے زیرِ اثر اردو شاعری نے وہ تخیلاتی دنیا دریافت کر لی تھی جہاں انسان کا واسطہ ماورائے عقل اور ماورائے زمانہ واقعات سے پڑتا تھا۔ زندگی کے محض مادی تقاضوں سے پہلو تہی کر کے شاعری نے تخیلاتی سطح پر ایک نیا جہان دریافت کیا جہاں جمالیات زندگی کی علامت بنی۔ ماضی کے جادوئی ماحول اور رسومات نے اس کے لیے پس منظر کا کام کیا جب کہ اردو میں داستان گوئی کی بہت مضبوط روایت بھی شاعری میں اسطورہ بندی کے لیے تحریک کا باعث بنی۔ انسان کا اپنے ماضی کی طرف مائل ہونا، گزرے ہوئے عہد کی بازیافت یا اسے پھر سے دیکھنا اور محسوس کرنا ایک فطری عمل ہے۔ اسی عمل کے ذریعے سے انسان ہزاروں سال پر محیط اجتماعی شعور اور لاشعور سے جڑا ہوا ہے۔ انسان کا اپنے ماضی سے تعلق داستانوی اساطیر میں اپنی مکمل جمالیات کے ساتھ ظہور پذیر ہوتا ہے۔

ادب میں جیسے ایک طرح کی اصناف نے دوسری اصناف سے استفادہ کیا اس کی ایک مثال غزل میں داستانوی عناصر کا در آنا ہے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہر آنے والے زمانے کا اختصار اپنی مقراض سے اصنافِ ادب کی تراش خراش کا کام کرتا رہا ہے۔ داستانوی اسطورہ کی تخلیق ایسے داستانوی عناصر سے ہوتی ہے جو اپنی حیثیت میں تاریخی یا مذہبی حقائق سے مختلف اور آزاد ہوتے ہیں۔ جہاں واقعہ اپنے ماحول اور پسِ منظر کے ساتھ داستان نما ہوتا ہے۔ ماضی بعید کا ماحول، عناصر اور اثرات داستانوی اسطورہ کی بُنت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ شاعری بالخصوص ”غزل“ کا شعر اپنی صورت اور پیش کش میں خود ایک اسطورہ کی مانند ہوتا ہے۔ شعر میں مظاہر کو کرداری تقویت ملتی ہے۔ اور یہ کردار اپنے تمام تر امکانات کے ذریعے سے واقعات تخلیق کرتے ہیں۔ اس صورت میں شاعری کسی اور عالم کا پتا دیتی ہے۔

جدید غزل گو شعرا میں ثروت حسین کے ہاں اسطورہ بندی کا فن اپنی منفرد اور کامل شکل میں ملتا ہے۔ داستانوی اساطیر ثروت حسین کی غزل کے نئے وجود میں ایسے ظہور پذیر ہوئی ہیں کہ انسان کا اپنے ماضی اور اس کے ماحول سے رشتہ پہلے سے زیادہ مظبوط ہو گیا ہے۔ وہ پرانے دور کے لوگوں کے ساتھ ساتھ اس دور کے ماحول اور مناظر سے بھی رشتہ تلاش کرتے ہیں اور اس رشتے کو متعارف کرواتے ہیں۔ کسی منظر کو مزید جاندار اور بھرپور بنانے کی خاطر ثروت نے اپنے تخیل کی کارفرمائی سے اسے اک اور رنگ دے دیا ہے۔ وہ کسی خیال کو جوں کا توں بیان کرنے کے بجائے اس میں حسن تلاش کرتے ہیں اور حسن تخلیق کرتے ہیں۔ اسطورہ کی ایک مثال ملاحظہ کریں۔

ہمہ تن گوش ہوں مہمان سرا میں ثروت
ہر اک آہٹ مجھے آوازِ درا لگتی ہے(۵)

ثروت حسین کی غزل میں اسطورہ اپنی شاعرانہ منطق کے ساتھ مکمل ہوتا ہے؛ ان کی واقعہ نگاری شاعرانہ ہونے کے باوجود زندگی کی حقیقتوں سے ماخوذ لگتی ہے۔ انسان کا ماضی ایک نظریے یا ایک عقیدے سے کہیں زیادہ ایک احساس کا نام ہے؛ جس میں کائنات کے عجیب حالات اور مختلف صورتوں کو متخیلہ کے زور پر دریافت کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق ممکن ہے کہ داستانوں میں نظر آنے والے محیر العقول واقعات جیسے کالین کا اڑنا یا اڑن کھٹولے کا آنا بھی شاید کبھی زندگی میں حقیقت کی حیثیت رکھتے ہوں۔(٦) لیکن حیاتِ انسانی کی امکانی آرائش کو صرف شاعرانہ کمالات ہی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ثروتؔ نے کائنات کو کسی اور ہی انداز سے دیکھا ہے۔ اس نے تاروں، پھولوں، درختوں، پانیوں اور آسمانوں سے عاشق کا رشتہ جوڑ لیا ہے۔ -ثروت نے اپنی شاعری میں داستانوی، تاریخی اور مذہبی اساطیری عناصر سے ایک جادوئی فضا قائم کی ہے۔ اور اس جادو کا اثر خود ثروت کے حواس پر بھی چھایا ہوا ہے۔ وہ اپنے ماضی میں چھپی ہوئی گھنٹیوں کی آوازوں کو سنتا ہے اور جزیروں کی سیر کو نکل جاتا ہے

کبھی بلقیس کبھی شہر صبا لگتی ہے
شاعری تختِ سلیماں سے سوا لگتی ہے(۷)

ثروت کے ہاں بات کرنے کا اساطیری انداز موجود ہے۔ وہ اشعار میں ایسا ماحول تخلیق کرتے ہیں جس میں گزرے زمانوں کی حکایتوں کا رنگ نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثروت کی شاعری کو سمجھنے کے لیے اسلام اور برصغیر کی تہذیبی و ثقافتی روایت کا جاننا ضروری ہے۔ صرف ثروت پر ہی موقوف نہیں بلکہ ہر شاعر کی شاعری کا مطالعہ اس کے ثقافتی پس منظر میں بہتر تفہیم کا حامل ٹھہرتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وزیر آغا رقمطراز ہیں کہ کسی بھی زبان کا مطالعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ پہلے اس تہذیبی اور ثقافتی پس منظر کا جائزہ لیا جائے جس میں اس کی زبان اور اُس کی شاعری نے جنم لیا۔ یہ پس منظر دو مختلف سطحوں کے امتزاج سے متشکل ہوتا ہے۔ پہلی سطح دھرتی کی تاریخ کا عکس ہے جو مقامی اور باہر سے آنے والوں کے ملاپ سے اُبھرتا ہے۔ دوسری سطح داخلی اور تہذیبی تصادم کو اُجاگر کرتی ہے جو زمین کے اوصاف کے علاوہ آسمان کے اوصاف کو بھی پیش کر دیتی ہے۔ ان دونوں سطحوں کے امتزاج ہی سے کسی ملک کا ثقافتی و تہذیبی پس منظر مرتب ہوتا ہے۔ا(۸) ثروتؔ کی شاعری کے پس منظر میں بھی یہ دونوں سطحیں موجود ہیں۔ ثروت نے جس دھرتی میں جنم لیا اُس کا ذائقہ، باس اور رنگ بھی ان کی شاعری میں موجود ہے اور جس تہذیب میں ان کا شعور پروان چڑھا اس کی روایات کا عکس بھی ان کی شاعری میں ملتا ہے۔ ثروت چوں کہ اپنی شاعری میں تہذیب و ثقافت کے کئی رنگ بکھیر دیتا ہے، اس لیے اس کی اسطورہ بندی میں تخلیقی ابہام پایا جاتا ہے۔ وہ شعر میں ایسی صورتِ حال پیدا کر دیتا ہے جس سے آج کا انسان اپنی پہچان اور اپنے تعارف کے لیے ماضی کو ٹٹولتا ہے۔ حال اور ماضی کی یہی کشمکش اس کے اشعار کی مجموعی فضا بنانے میں مدد دیتی ہے۔

روایت ہے کہ آبائی مکانوں پر ستارہ
بہت روشن مگر نمناک و افسردہ ملے گا(۹)

درج بالا شعر میں بظاہر کوئی اسطورہ نہیں باندھا گیا۔ لیکن اپنے اساطیری اندازِ بیان کی مدد سے وہ اپنے ماضی کی روایات سے جڑے احساسات اور تجربات کو ایک کہانی ایک حکایت کی طرح ایسے بیان کرتا ہے کہ ایک ہی شعر میں پوری داستان پرو دیتا ہے۔ ثروت کے شعر میں myth سے مراد صرف کسی واقع کی طرف اشارہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ کسی بڑے واقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے ایک نئی کہانی یا نیا واقعہ تخلیق کر دینا ہے۔ جہاں پر کردار اور واقعات مکمل نئے پن کے ساتھ ظہور پاتے ہیں۔ ثروت کی تلمیحات کے بارے میں ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد لکھتے ہیں:

> "ثروت حسین جدید تر عہد کا وہ سحر کار شاعر ہے جس نے غزل کے قالب میں اپنے عہد کی حساسیت کو متشکل کرنے کے لیے قدیم تلمیحاتی رنگوں کو فنکارانہ ہنر مندی سے استعمال کیا ہے۔ ان کے ہاں تلمیحات کے استعمال نے شعر کی تہ داری اور رمزیت میں اضافہ بھی کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شعر میں مفاہیم کی کئی پرتوں کو بھی اُبھارا ہے۔ تلمیحات کے ذریعے ثروت حسین نے حال اور ماضی کے زمانوں کو ہم آہنگ کر کے انسانی سائکی کے بدلتے ہوئے رنگوں کی تاریخ مرتب کی ہے۔"(۱۰)

ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کی بیان کردہ خصوصیات کی روشنی میں ثروت کی شاعری سے تلمیحات کی ذیل میں درج ذیل اشعار بطور سند پیش کیے جاتے ہیں:

چہرۂ بلقیس پر آنکھ ٹھہرتی نہیں
صبحِ یمن کا سماں خوب ہے اپنی جگہ(۱۱)

فراتِ فاصلہ و دجلۂ دعا سے اُدھر
کوئی پکارتا ہے دشتِ نینوا سے اُدھر(۱۲)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ثروت کا علامتی نظام دیگر شعرا سے تھوڑا مختلف ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے اس کے تاروپود کے ساتھ وقت بتانا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں خاور اعجاز لکھتے ہیں کہ ثروت کی علامت نگاری کی تفہیم کے لیے ثروت کی غزل کے اُن تاروپود سے واقفیت ضروری ہے جو فکری سطح پر" شعاع سبز "اور جذباتی سطح پر "لڑکی" یا "شہزادی" سے تعمیر ہوتا ہے۔ فکری اعتبار سے وہ ایک ذہنی فضا بنانے میں مصروف دکھائی دیتا ہے جس کا تہذیبی پس منظر اس کی غزل کو حمد، نور، پیغمبر، جائے نماز، دستِ دعا، فرات، قرطبہ، خیمہ اور مشکیزہ ایسے الفاظ کی پرتوں سے روشناس کراتا ہے۔ اس کی لفظیات میں آگ اور ستارہ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جو کبھی چراغ، مشعل اور قندیل کی شکل میں روشن ہو کر اُمید کے نت نئے روپ دھارتے ہیں۔(۱۳)

قندیلِ مہ و مہر کا افلاک پہ ہونا
کچھ اس سے زیادہ ہے میرا افلاک پہ ہونا(۱۴)

ثروت اسطورہ کو سیدھے سبھاؤ بیان کرنے کے حق میں نہیں۔ دیکھنے میں بہ ظاہر یہ احساس ہوتا ہے کہ کوئی تلمیح پیش کی گئی ہے مگر اس تلمیح کے بیان میں اس قدر لچک ہوتی ہے کہ پیش کردہ واقعہ سے ہٹ کر کئی اور واقعات جنم لیتے نظر آتے ہیں۔ مکرر پڑھنے پر اس کی ایک نئی صورت اور ایک نئی تفہیم نظر آتی ہے۔

نہیں ہے کربلا سے واپسی کا راستہ کوئی
جہاں بھی جائیں گے شہزادیوں کو سات رکھیں گے(۱۵)

ثروت کی شاعری میں کوئی واقعہ بھی تاریخ سے ہٹ کر ایک توانا احساس کا حصہ بنتا ہے۔ احساس کی یہی توانائی اسے محض تاریخی حقیقت سے باہر نکال کر بدل دیتی ہے۔ کوئی بھی کردار اپنے علاقے اور اپنی روایات کے ساتھ جڑا ہوتا ہے اور اس علاقے کی روایات ہی اسے بڑا یا چھوٹا کرتی ہیں۔ ایک قوم کا" ہیرو "عین ممکن ہے کسی دوسری قوم کے لیے" زیرو" ہو۔ ثروت کا کمال یہ ہے کہ وہ ایسے ہیرو پیش کرتا ہے جو بعض خصوصیات کی بنا پر عالم گیر شہرت کے حامل ہیں اور ہر فرد ان ہیروز سے اپنی بساط کے مطابق تحریک لے سکتا ہے۔ ثروت کا یہ شعر دیکھیں:

اس جنگجو نے نام بتایا نہیں مگر
چہرے کی تاب و تب سے سکندر لگا مجھے(۱۶)

بعض اوقات ثروت علامتوں، تشبیہوں، استعاروں اور تمثالوں کو اس قدر آسان بنا دیتے ہیں کہ ایک عام قاری یا سامع بھی اس کی تفہیم کر لیتا ہے اور بسا اوقات ان کی علامتیں اور تمثالیں قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ یہ علامتیں تہہ در تہہ اپنے اندر معانی و مفاہیم رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر اختر ندیم کے بقول اسطورہ بیان کرنے میں ثروت اس قدر ملکہ رکھتے ہیں کہ سوچ اور اظہار کا الجھاؤ ایک خاص قسم کی روانی و سلاست کے ساتھ سلجھاؤ کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے مگر کبھی کبھی ثروت روانی و سلاست کی راہ چلتے چلتے تجریدیت کی اُونچی نیچی غیر ہموار پگڈنڈیوں پر بھی اُتر جاتے ہیں جہاں عام اور سامنے کی چیزوں کے اظہار میں بھی عجائبات کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔(۱۷) یہ شاید اس لیے ہے کہ ثروت شعور کے ساتھ وجدان کی کارفرمائیاں بھی پیشِ خاطر رکھتے ہیں بلکہ بعض مقامات پر وجدانی کیفیت اس قدر غالب آتی ہے کہ شعور کہیں بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ ثروت کے شعور اور وجدان پر خاور اعجاز لکھتے ہیں کہ ثروت نے شعور سے زیادہ وجدان سے کام لیا ہے۔ اس نے غزل کے جن علاقوں سے اکتساب فیض کیا ہے ان کی فضا میں تحیر کی فراوانی نے اس کے ہاں بھی ایک تحیر امیز وجدانی کیفیت کو جنم دیا ہے جس نے اس کی شاعری کو مزید خوبصورت بنا دیا ہے۔(۱۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

مٹی کے منقش پیالوں پر صدیوں کی گرد جمی ہو گی
اُڑ جانے والے پرندے کا پنجرہ کیسا لگتا ہو گا(۱۹)

ثروت اپنے وجدان کی کارفرمائیوں کی بدولت تمثیلی اور علامتی پہلو سے خاک اور خواب کا شاعر ہے۔ اس کے دل میں جہاں اپنی زمین اور مٹی کی مہک کو محفوظ کر لینے کا جذبہ موجود ہے وہیں اس وسیع و عریض آسماں کی نیلی چھت کے نیچے بسنے والے بنی نوع انسان کی تہذیب و ثقافت سے بھی پیار ہے جس کا اظہار جابجا ان کی شاعری میں ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثروت کی شاعری کی بہتر تفہیم وہی کر سکتا ہے جو کرہ ارض کی مختلف ثقافتوں کا علم رکھتا ہے۔

تہہِ زمین کسی اژدھے نے جنبش کی
وجودِ خاک پر منظر مرا بدلنے لگا
ہوا ہے کون نمودار تین سمتوں سے
کہ اندروں کا جزیرہ نماں بدلنے لگا(۲۰)

ثروت کی تراکیب اپنے نامکمل ماضی کے ساتھ حال میں منکشف ہوتی ہیں۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اشعار سے محظوظ ہونے کے لیے ماضی سے آگاہی رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے حال میں دریافت کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ثروت کے کلام میں الفاظ کے ایسے رنگین اور جدید محلات آتے ہیں جن کے در ماضی میں کھلتے ہیں۔

بہت مصر تھے خدایانِ ثابت و سیار
کہ میں نے آئنہ و آسماں پسند کیے
ابھی جزیرۂ جائے نماز پر ثروت
زمانہ ہو گیا دستِ دعا بلند کیے(۲۱)

صرف ماضی کے قصوں کو دہرانا یا پرانی چیزوں کا ذکر کرنا اس کا خاصا نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسا صداکار ہے جو ماضی کی پوری شفافیت کو ساتھ لے کر ہمارے حال کو مخاطب کرتا ہے۔ ان کی شاعری پڑھتے ہوئے ایک کھڑکی کھلتی ہے جو ان دنیاؤں میں لے جاتی ہے جہاں کبھی ہمارے آباؤاجداد بستے تھے۔ وہ ہمیں وہ تمام آبشاریں، جھرنے، دشت، صحرا، جنگل، دریا، شہر اور قریے دکھاتا ہے جن سے ہمارا ایک موہوم رشتہ ہے۔ ان کی شاعری عجم کی دھرتی پر عرب کے وہ پھول کھلاتی ہے جس کی بوباس قدیم مذہبی روایات کے گل و گلزار کی مانند ہے۔ عہدِ حاضر میں رہتے ہوئے وہ ہمیں صدیوں پہلے کی دنیاؤں میں لے جاتا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں وقت اور ابدیت کے یکجا ہونے کا خواب دیکھتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ثروت عجم اور عرب کو ایک ہی ہتھیلی پر رکھ کر لحہ موجود کو مٹھی میں بھر کے قدیم تہذیبوں کے سفر پر نکل جاتا ہے۔ وہ ہمیں انجانے رستوں پر اپنی پیروی پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ امر شعر میں ایسی رمزیت پیدا کرتا کہ جس سے حظ اٹھانے کا انحصار ہماری قوتِ ایجاد پر ہوتا ہے۔

اک روز میں بھی باغِ عدن کو نکل گیا
توڑی جو شاخِ رنگ فشاں ہاتھ جل گیا
میں سو رہا تھا اور مری خواب گاہ میں
اک اژدھا چراغ کی لو کو نگل گیا(۲۲)

اسطورہ بندی کی حوالے سے ثروت ایک ایسا منفرد اور اعلیٰ شاعر ہے جس کی لفظیات اور شعری فضا بھی اس سے مخصوص ہے۔ ان کا کمال یہ ہے کہ تشبیہات اور استعارات کے ذریعے وہ موجودہ صورتِ حال کو قابلِ رشک انداز میں بیان کرنے پر پوری طرح سے قدرت رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں اساطیری حوالے یکسر تبدیل ہوتے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

نظر آتے ہیں۔ان کے مافوق الفطرت کردار، ان کے سورما و بہادر، ان کی پریاں اور حسینائیں، ان کے عاشق و معشوق سبھی مختلف ہیں اور اپنے اندر ایک گہری معنویت رکھتے ہیں۔ڈاکٹر اجمل نیازی کے بقول "ثروت حسین کے وجود میں کئی کردار ادا ہو رہے تھے۔اس کی شاعری میں کئی کردار بولتے ہیں اور ہواؤں میں بنے ہوئے دروازے کھولتے ہیں۔ان درازوں کے پار کیسے کیسے جہاں ہیں۔وہ ان جہانوں کی سیر کر آیا تھا۔اسے پڑھتا ہوں تو لگتا ہے کہ کئی جہان واقع ہوئے چلے جا رہے ہیں۔" (۲۳)ثروت کا بنایا ہوا کوئی بھی داستانوی بڑا اور رنگین کردار قاری میں حلول کر جاتا ہے اور پڑھنے والا اس رنگینی اور لطافت سے محظوظ ہوتا رہتا ہے جیسے داستان اپنے مجموعی ماحول میں ساتھ لے کر چلتی ہے۔

بلقیسِ خوش جمال کو پا کر بہت قریب
دیوانہ وار تختِ سلیمان سے اٹھا(۲۴)

یہ اسطورہ بندی احساساتی اور تصوراتی سطح کی حامل ہے۔جو پہلے احساساتی سطح پر قاری کو متاثر کرتی ہے اور پھر تصوراتی سطح پر ذہن کی دوسری قوتوں کو بروئے کار لاتی ہے۔عظیم تر شاعری وہی ہوتی ہے جو تخیلی عناصر سے بھرپور ہو۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے نزدیک شاعری وہی عظیم ہو گی جو تخیل کے وسیع تر امکان رکھتی ہو۔شاعری میں جیسے جیسے تخیل کی گرفت ڈھیلی پڑتی جاتی ہے ویسے ویسے وہ زوال کی برف بڑھتی چلی جاتی ہے۔(۲۵)ثروت کی شاعری میں تخیل کی جولانیاں ملتی ہیں۔اسطورہ جن حقائق اور کوائف کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ اس کی معنویت کا لازمی جزو ہے۔یہ معنوی پرتوں کا ایسا سلسلہ انسانی ذہن کے ساتھ پیدا کرتی ہے جس کے امکانات انسانی متخیلہ کی پرواز کے ساتھ ساتھ مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں

میں راکھ ہو گیا طاوسِ رنگ کو چھو کر
عجیب رنگ تھا دیوارِ پیش پا سے ادھر(۲۶)

ثروت کی شاعری میں اسطورہ کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے پر عیاں ہوتا ہے کہ ثروت مذہبی قصائص کے ساتھ ساتھ عربی و عجمی روایات کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ان کی شاعری میں عرب و عجم کی ثقافت ایک خاص پس منظر کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

اسی کنارہ حیرت سرا کو جاتا ہوں
میں اک سوار ہوں، کوہ ندا کو جاتا ہوں
قریب ہی کسی خیمے سے آگ پوچھتی ہے
کہ اس شکوہ سے کس قرطبہ کو جاتا ہوں(۲۷)

ثروت کی عمدہ شاعری کا اعتراف ہر سطح پر ہو چکا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ثروت ان تمام سطحوں سے نکل کر اس منطقے میں داخل ہو چکا ہے جہاں گزرے ہوئے زمانوں کی ساری ثقافتیں اس کے رُوبہ رُوہیں اور وہ تخیل کی بے پناہ قوت کی بدولت جس دیس کے چمن سے چاہتا ہے رنگ و بُو اکٹھے کر لیتا ہے۔(۲۸)زبان کے حوالے سے دیکھیں تو ثروت نے ایسے لفظوں کا چناؤ کیا ہے جو مترنم ہیں اور کلاسیکیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ایسی تراکیب و علامات، ایسی تشبیہات و استعارات اور ایسے صنائع بدائع کا استعمال کیا ہے جو گہری معنویت کے ساتھ ساتھ زمانہ ماضی کے نقوش ابھارنے کی بے پناہ قوت کے حامل ہیں۔

شہزادی تجھے کون بتائے تیرے چراغ کدے تک
کتنی محرابیں پڑتی ہیں، کتنے در آتے ہیں (۲۹)

ثروت اپنی آبائی دھرتی کے بے آب و گیاہ ویرانے میں ایک ایسا کیکٹس ہے جس پر ناقابلِ یقین رنگوں اور حیرتوں کے پھول کھلتے ہیں۔ایسا ثروت پھر نہ آئے گا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

شہزادی ترے ماتھے پر یہ زخم رہے گا
لیکن اس کو چومنے والا پھر نہیں ہوگا(۳۰)

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر قاضی عابد"اردو افسانہ اور اساطیر"مجلس ترقی ادب،لاہور،۲۰۰۹،ص ۱۳
۲۔ "اُردو جامع انسائکلوپیڈیا" جلد اول، شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور،۱۹۸۷،ص ۹۵
۳۔ کیرن آرم سٹرانگ"داستان کی مختصر تاریخ"مترجم، محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز،لاہور ۲۰۱۷،ص ۱۱
۴۔ آرزو چودھری"دیومالائی جہان"عظیم اکیڈمی،لاہور،۲۰۱۰ء ص ۶۶
۵۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین"ذکی سنز، کراچی،۲۰۱۵ء ص ۱۷۳
۶۔ ڈاکٹر نیاز فتح پوری"داستان اور داستانیں"، مشمولہ، اردو نثر کا فنی ارتقا، مرتبہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، الوقار پبلی کیشنز،لاہور ۲۰۱۴ء ص ۱۴۵
۷۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین"ص ۱۷۳
۸۔ ڈاکٹر وزیر آغا"اُردو شاعری کا مزاج"مجلس ترقی ادب،لاہور ۲۰۰۷ء ص ۱۵
۹۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین"ص ۸۹
۱۰۔ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد"اُردو غزل کا تکنیکی،ہئیتی اور عروضی سفر"مجلس ترقی ادب لاہور ۲۰۰۸ء ص ۲۹۳
۱۱۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین"ص ۱۲۲
۱۲۔ ایضاً ص ۸۵
۱۳۔ خاور اعجاز"نئی پاکستانی اُردو غزل"ابلاغ پبلشرز،لاہور ۲۰۰۱،ص ۴۶
۱۴۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین"ص ۸۳
۱۵۔ ایضاً ص ۲۰۰
۱۶۔ ایضاً ص ۱۷۲
۱۷۔ ڈاکٹر اختر ندیم، ثروت کی غزل، مشمولہ "افکار" نئی دہلی،۲۰۰۱ء ص ۳۵
۱۸۔ خاور اعجاز"نئی پاکستانی اُردو غزل"ابلاغ پبلشرز،لاہور ۲۰۰۱،ص ۴۸
۱۹۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین" ص ۱۰۰
۲۰۔ ایضاً ص ۱۳۴
۲۱۔ ایضاً ص ۸۷
۲۲۔ ایضاً ص ۱۶۷
۲۳۔ ڈاکٹر محمد اجمل نیازی۔سمندر سے ایک کٹورا پانی مشمولہ " ایک کٹورا پانی کا"دوست پبلی کیشنز،اسلام آباد،۲۰۱۱،ص ۱۲
۲۴۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین" ص ۲۷۶
۲۵۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری"اُردو نثر کا فنی ارتقا"الوقار پبلی کیشنز،لاہور 2014 ص ۱۵۷
۲۶۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین" ص ۸۵
۲۷۔ ایضاً ۸۶
۲۸۔ ڈاکٹر طاہر فاروقی، جدید اردو غزل، مشمولہ "زمانہ" کانپور ۲۰۱۱ء ص ۴۱
۲۹۔ ثروت حسین"کلیات ثروت حسین" ص ۹۱
۳۰۔ ایضاً ۹۶